بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

مسلمان اس وقت بحیثیت ایک قوم کے جن بڑے بڑے مسائل سے دوچار ہیں ان کا ابھی تک پوری طرح جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ ہمارے سوچنے سمجھنے والے طبقے ان مسائل کا کچھ نہ کچھ ادراک ضرور رکھتے ہیں اور ان پر غور و فکر کرتے بھی رہتے ہیں، لیکن عام طور پر جو بحثیں پڑھنے اور سننے میں آتی ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ نہ تو ان مسائل کا پورا احاطہ کیا گیا ہے اور نہ ان کا تجزیہ کر کے دیکھا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مسئلہ کیا نوعیت رکھتا ہے، کیا اس کے اسباب ہیں، کیا اس کی اہمیت ہے، [illegible] سکتا۔ [illegible] وہ حل [illegible] ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوم بحیثیت مجموعی اب تک اپنے اصل مسائل سے غافل ہی ہے [illegible] پھر ہمارے [illegible] بڑی تعداد [illegible] ے لوگوں کی بھی ہے جن کی خواہش اور کوشش یہی ہے کہ قوم کو ان آ[illegible] مسائل [illegible]ل کیا اور رکھا جا[illegible]ے۔ وہ اس کی توجہ ان سے ہٹا کر ہنگامی معاملات کی طرف پھیرتے ہیں۔ وہ اسے اب تک وہی [illegible]ے جا رہے ہیں جو آزادی سے پہلے پلا رہے تھے۔ وہ اسے تھپک [illegible] یا کی [illegible] دے دے کر مطمئن کر رہے ہیں کہ [illegible]ائل یا تو موجود ہی نہیں ہیں یا ہیں بھی تو ان کے لئے کچھ زیادہ [illegible] اب[illegible] کرنے کی [illegible]ہیں۔ یہ باتیں خواہ نادانی کے ساتھ کی جا رہی ہوں یا ہوشیاری کے ساتھ، اور اپنے کسی [illegible] اغراض کے لئے یہ کتنی ہی مفید ہوں، بہرحال قوم کی خیرخواہی کا ان میں شائبہ تک [illegible]ے مزاج ہے۔ قوم کی [illegible]ائی اسی میں ہے کہ اس کے سامنے واضح طور پر وہ سارے مسائل رکھ دیئے جا[illegible]" اور کچھ [illegible] اس کو سمجھنا [illegible] ہے، پھر اسے یہ سوچنے کی دعوت دی جائے کہ آیا وہ اپنی موجو[illegible] مسلمان

میں اِن مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو الحمدللہ، اور نہیں ہے تو اسے لامحالہ اپنے اندر تبدیلی کرنی ہوگی اور غور کرنا پڑیگا کہ وہ تبدیلی کس نوعیت کی ہو۔

ہمارے لئے اس وقت سب سے زیادہ نازک اور سب سے بڑھ کر دلخراش مسئلہ ان مسلمانوں کا ہے جو تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ گئے ہیں۔ تقسیم کے وقت ان کی تعداد پانچ کروڑ کے لگ بھگ تھی، یعنی ہماری قوم کا پورا نصف حصہ۔ تقسیم کے بعد ان میں سے کئی لاکھ فنا کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ ایک تعداد جبراً غیر مسلم بنالی گئی، ساٹھ ستر لاکھ پاکستان میں دھکیل دئے گئے اور دس پندرہ لاکھ کو حیدر آباد پناہ لینی پڑی۔ اب اندازہ کیا جاتا ہے کہ چار کروڑ مسلمان ہندوستان میں باقی ہیں۔ یہ باقی ماندہ مسلمان آج انڈین یونین میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو روس کے ماتحت مفتوح جرمنوں اور امریکہ کے ماتحت شکست خوردہ جاپانیوں کی حیثیت ہے۔ دس سال کی تلخ و تیز قومی جنگ کے بعد اب وہ بالکل بے بسی کے ساتھ اپنے سابق حریفوں کے قبضے میں ہیں۔ انہیں "پاکستان زندہ باد" کی وہ قیمت دینی رہی ہے جو ان کے شہری حقوق ہی کو نہیں، انسانی حقوق تک کو کھا گئی ہے۔ وہ سب "غدار" اور سب ہیں۔ ہر ایک کی وفاداری مشتبہ ہے۔ ہر ایک کے لئے خانہ تلاشی اور گرفتاری مقدر ہے اِلّا یہ باری آنے میں ابھی کچھ دیر ہو۔ پوری قوم اصل میں یرغمال بن چکی ہے۔ اس کے لئے عزت گی کا دروازہ بند ہے اور صرف تین راستے کھلے ہوئے ہیں: یا تو برضا و رغبت مرتد ہو جائے، سے بدتر حالت میں رہے، یا پھر خاموشی کے ساتھ ان سب تدبیروں کو برداشت کرتی چلی جائے امتیازی ہستی کو مٹانے اور اسے ہندو قومیت میں جذب کرنے کے لئے عمل میں لائی جارہی ہیں۔ اگر یوں ہی جاری رہی تو مستقبل قریب میں مسلمان ہندوستان سے اسی طرح غائب ہو جائینگے اندلس اور صقلیہ سے غائب ہو چکے ہیں، لاقدر اللہ۔

کروڑ مسلمانوں کی یہ عظیم الشان قوم اس وقت بالکل بے سہارا ہے۔

جس سیاست پر اب تک اس کا مدارِ کار تھا اس کی بساط انقلاب کے ایک ہی پلٹے نے الٹ دی۔ جس قومی تنظیم پر اس کا سارا اعتماد تھا وہ طوفان کا ایک تھپیڑا بھی نہ سہ سکی۔ جن لیڈروں کے ہاتھ میں وہ اپنے معاملات سونپ کر مطمئن ہو بیٹھی تھی وہ اس کے لئے بالکل بے کار ثابت ہوتے۔ ان کے کچھ اکابر تو خاموشی کے ساتھ اٹھ کر پاکستان چلے آئے، اور باقی اکابر و اصاغر سب دشمنوں کے آگے توبہ و استغفار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ سیرت و اخلاق کے بغیر جو لوگ محض نعروں کے بل پر لیڈر بنے تھے وہ زمانے کا رُخ بدل جانے کے بعد ایک دن بھی اپنے قبلے کی سمت استوار نہ رکھ سکے۔ انقلاب کی پہلی ہی رات وہ اپنے ان سارے نظریات اور اصولوں کو طلاق مغلظہ دے بیٹھے جن پر دس سال سے اپنی قوم کو لڑا رہے تھے۔ دو قومی نظریہ یک لخت ان کے نزدیک باطل ہو گیا۔ یک قومی نظریے کی صداقت اچانک ان پر منکشف ہو گئی۔ ترنگے جھنڈے کی عقیدت یکایک ان کے دل میں گھر کر گئی چند روز کے اندر ان مجاہدین ملت کو وطن پرستی میں ایسا شرح صدر نصیب ہوا کہ ان کے حلقے سے مخلوط ہندو مسلم شادیوں تک کی تجویزیں آنے لگیں تاکہ مُسلم و ہندو کے اندر سے یہ کمبخت "من دیگرم تو دیگری" کا احساس تو کسی طرح دور ہو! اس پورے گروہ میں سے ایک کوہ کن بھی نہ نکلا جو بازی کھونے کے بعد سر دے۔ ساری جماعت بازی گروں سے پٹی پڑی تھی جنھوں نے عجیب عجیب قلابازیاں کھا کر دنیا کو اپنی بود اور کھوکھلے اخلاق کا تماشا دکھایا اور اُس قوم کی رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا دی جس کے وہ نمائندے بنے ہوئے تھے۔

ان سے مایوس ہو کر اس ڈوبتی ہوئی قوم نے ان تنکوں کا سہارا لینا چاہا جو پہلے سے کانگریس کی سطح پر تیر رہے تھے، مگر اب وہ بھی اس کے لئے بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ بھی وہی رائے رکھتا ہے کہ مسلمان اپنے امتیازی وجود کو خود بھول جائیں اور ہندی قومیت میں اپنے آپ کو گم کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تحفظِ ذات کا نہیں بلکہ "آسان لمبری" کا نسخہ ہے جو مسلمان کو نہ پہلے راس آیا تھا اور نہ اب راس آ سکتا ہے۔ دوسرا گروہ کچھ مسلمان کے "مستقل وجود" اس کے "حقوق" کا بھی تصور رکھتا ہے، مگر یہ نام زبان پر آتے ہی پرانے سے پرانا کانگریسی

بھی ہندو قوم پرستوں کی نگاہ میں بس ایک نقاب پوش بیگی بن کر رہ جاتا ہے۔

ہندوستان کے ان مسلمانوں کا مسئلہ اس وقت درحقیقت ہمارا سب سے بڑا قومی مسئلہ ہے۔ تقسیم نے ہمیں کاٹ ضرور دیا ہے، مگر وہ ہیں ہماری ہی قوم کا ایک حصہ، اور معمولی نہیں پورا بڑا حصہ۔ ان کو ہم یوں ہی مٹنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتے۔ ان کا ہم پر سب سے بڑا حق ہے، اس لئے کہ جس پاکستان سے ہم متمتع ہو رہے ہیں اس کی اصل قیمت انہی نے ادا کی ہے۔ وہ اس لئے بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں کہ ہمارا بہترین مردم خیز حصہ وہی ہیں۔ انہیں اس بنا پر بھی نذر تغافل نہیں کیا جاسکتا کہ ہماری ہزار سالہ تہذیب کے تمام چیدہ ثمرات، اور ہمارے تمام بڑے بڑے معابد اور اداروں کے امانت دار وہی ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ آخر ہم ٹھنڈے دل سے یہ بات کیسے گوارا کرسکتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے پچھلے ایک ہزار سال میں جو محنتیں، در جو جانفشانیاں اسلام کے پیغام کو اکناف ہند میں پھیلانے کے لئے کی ہیں ان سب پر پانی پھر جائے اور توحید کی دعوت سمٹ کر برعظیم ہند کے صرف دو چھوٹے چھوٹے خطوں میں محدود ہو جائے۔ لہٰذا کوئی شخص بے پروائی کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ اُن کا اپنا مسئلہ ہے۔ نہیں یہ پاکستان کا بھی ویسا ہی مسئلہ ہے جیسا ہندوستان کا ہے، اور فی الواقع یہ اس پوری ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے جو اس مصنوعی تقسیم کے باوجود اب بھی ہندوستان اور پاکستان میں ایک ہی ملت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان چار کروڑ مسلمانوں کو بچانے، اور ہندوستان میں اسلام کی دعوت کو زندہ اور تازہ رکھنے کے لئے ہم کیا کرسکتے ہیں؟ اب تک چونکہ قومی حیثیت سے ہمارا مدار کار بالکل مسلم لیگ کے نظام اور اس کی قیادت پر رہا ہے اس لئے یہ سوال لازماً اسی کی طرف پھرتا ہے۔ کیا تقسیم سے پہلے مسلم لیگ کی قیادت عظمیٰ نے اس مسئلے کا کوئی حل تجویز کیا تھا؟ کیا تقسیم کے بعد ہندوستان میں مسلم لیگ کی سیاست اور قیادت کے لئے کام کرنے کا اب کوئی موقع ہے؟ کیا پاکستانی مسلم لیگ اس بارے میں

مسلمانوں کی قسمت پر کوئی اچھا اثر ڈال سکے یا ہندوستان میں اسلام کے مستقبل کو درخشاں نہیں تو کم از کم محفوظ ہی کرنے کے لئے کچھ کر سکے؟ اگر ان سوالات کا کوئی جواب ہے تو اسے معلوم کر کے ہم بہت خوش ہونگے۔ اگر نہیں ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تک ہمارے قومی معاملات کی سربراہ کاری موجودہ سیاست و قیادت کے ہاتھ میں ہے، اپنی ملت کے اس سب سے بڑے مسئلے کا کوئی حل ہمارے لئے ممکن نہیں ہے، اور یہی سیاست و قیادت ہماری سربراہ کار رہی تو ہمیں چند سال کے اندر یہ دیکھنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ واگھہ سے راس کماری تک اور مشرقی بنگال کی سرحدوں سے کاٹھیاواڑ کے سواحل تک کا پورا علاقہ اسلام سے خالی ہو جائے!

دوسرے مسائل پاکستان سے متعلق ہیں۔ عموماً ان سب مسائل کو لپیٹ کر صرف ایک بڑا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس کا عنوان ہے "پاکستان کا دفاع اور استحکام" اور اس کا حل یہ پیش کیا جاتا ہے کہ سب پاکستانی مل کر ایک ہو جائیں اور فوجی حیثیت سے مضبوط ہوں۔ لیکن تھوڑا سا تجزیہ کرنے ہی پر یہ بات کھل جاتی ہے کہ پاکستان کا دفاع و استحکام کوئی ایک سادہ سا مسئلہ نہیں ہے بلکہ بہت سے مسائل کا مجموعہ ہے، اور اس کا حل بھی اتنا سادہ نہیں ہے جتنا اسے سمجھ لیا گیا ہے۔ کیا ایک ملک جس کے اخلاق کو گھن لگا ہوا ہو محض اسلحہ اور فوجی تربیت کے بل پر کھڑا ہو سکتا ہے؟ کیا ایک ملک جس کے عناصر ترکیبی کو ایک دوسرے سے پھاڑنے اور باہم متصادم کرنے کے لئے بہت سے طاقتور اسباب موجود ہوں بس "ایک ہو جاؤ" کی تسبیحیں پڑھنے سے واقعی ایک ہو سکتا ہے؟ پس بجائے اس کے کہ ہم سادگی و سادہ لوحی سے خود کام لیں یا دوسروں کو سادہ لوح فرض کر کے ان کی توجہ حقیقی مسائل سے ہٹانے اور فرضی مسائل کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں، ہمیں واضح طور پر یہ دیکھنا چاہیئے کہ فی الواقع پاکستان کا بقاء و تحفظ اور اس کا استحکام کن مسائل سے وابستہ ہے اور ہم کس طرح انہیں حل کر سکتے ہیں۔